بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شذرات

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے کردار بدلنے کے بارے میں جو کوشش حکومت کی طرف سے ڈاکٹر ذاکر حسین کے ذریعہ سے شروع کی گئی تھی اور چھاگلہ کے دور میں اس میں خاصی شدت پیدا کی گئی تھی، مسٹر نورالحسن کے ذریعہ اسے پورا کر دیا گیا اور ایک بل نہایت عجلت میں پارلیمنٹ میں پیش کر کے پاس کر لیا گیا، ساتھ ہی ایک نئی اصطلاح اقلیتی کردار کے بجائے اقامتی کردار کی وضع کر لی گئی جس کے بقا کا وعدہ کیا گیا ہے۔

اس بل کی منظوری نے ملک کی اقلیتوں کے حقوق پر دست درازی کر کے ان کو مزید غیر مطمئن کر دیا ہے اور حکومت کا یہ دستور بے روح ہو کر رہ گیا ہے کہ اقلیتی ادارے اور ان کے فکری و علمی سرمائے محفوظ رکھے جائیں گے اور حکومت اس معاملہ میں مدد کرے گی اس سلسلہ میں حکومت کا یہ کہنا کہ وہ جس تعلیمی ادارہ کو مدد دیتی ہے اسے اپنے خاص نقطۂ نظر سے چلانے کی مجاز ہے. نہایت غیر ذمہ داری کی بات ہے. اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک طرف اقلیتوں کو ان کے حقوق کی حفاظت اور اس میں مدد کی ذمہ داری لی جا رہی ہے اور دوسری طرف

انھیں ختم کیا جارہا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو جو مدد دے رہی ہے اس کے ذریعہ اسے خرید رہی ہے، بہرحال مسز اندرا گاندھی کی یہ ایک اور فتح ہے، جس نے حکومت کے تمام وعدوں پر پانی پھیر کر مسلمانوں کو غیر مطمئن کر دیا ہے، دیکھنا ہے کہ "اقلیتی کردار" کا لفظ کیا معنی پیدا کرتا ہے، اور اس سے کچھ اشک شوئی ہوتی ہے یا نہیں؟ اور اس سلسلہ میں فیروز آباد اور بنارس میں پُرامن احتجاج کرنے والے مسلمانوں پر پولیس اور مفسدوں نے جو لوٹ مار اور قتل و غارت مچائی ہے اس کے بارے میں حکومت کیا کرتی ہے؟

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ صرف ملک کا ایک ادارہ نہیں ہے بلکہ یہاں کے مسلمانوں کا فکری و ثقافتی مرکز ہے اور اس سے ان کو جذباتی لگاؤ ہے۔

شملہ کانفرنس کی کامیابی ہند و پاک کے لئے بڑی نیک فال ہے، ساری دنیا میں اسے سراہا گیا اور اس کا استقبال کیا گیا، اس معاہدہ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ دونوں ملک بغیر تیسری طاقت کے خود اپنے مسائل حل کریں گے اور اس سلسلہ میں طاقت کا استعمال نہیں کریں گے، خرابی بسیار کے بعد بھی اگر اس معاہدہ پر عمل کیا گیا تو دونوں ملک کے عوام کو امن و سکون نصیب ہوگا اور ان کے تمام مسائل کسی نہ کسی دن طے ہو جائیں گے۔ اے کاش! یہ بات اس سے پہلے سوچی گئی ہوتی تو تین تین جنگوں میں دونوں ملک کا نہ نقصان عظیم ہوا ہوتا اور نہ ان کے عوام میں باہمی عداوت و نفرت پیدا ہوئی ہوتی۔ مگر خیر اب سے بھی جذبہ باہم کا جذبہ پیدا ہو جائے اور دونوں ملک اپنے مسائل کو خود امن کے ساتھ طے کرنے لگیں تو بسا غنیمت ہے، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں ملکوں کے حکمرانوں کو توفیق دے کہ وہ "زندہ رہو اور زندہ رہنے دو" کے اصول پر رہ کر کام کریں۔ ———

اس نمبر کے ساتھ مفل لائن کا اعلان دیا جارہا ہے عام اخبارات میں بھی آچکا ہے، اس کے مطابق درخواستیں بھیجنی چاہئیں اور پورے قواعد و قوانین کی پابندی کرنی چاہیئے، غلط اندراج کے نتیجہ میں ایک خالص عظیم الشان عبادت میں خلل پیدا ہوگا اور علم ہوجانے کی صورت میں ذلت و رسوائی اور قانونی پریشانی ہوگی، بس اللہ پر توکل کر کے اس راہ میں قدم رکھنا چاہیئے۔

فرقانیہ اکیڈمی بنگلور نے دیکھتے ہی دیکھتے ملک کے علمی و دینی حلقوں میں بڑا وقیع مقام پیدا کر لیا ہے۔ اور اس کی تصانیف و مطبوعات اپنی افادیت و مقبولیت کے اعتبار سے بے مثال ثابت ہوئیں۔

مولانا شہاب الدین ندوی اور ان کے چند مخلص رفقار کی مخلصانہ جد و جہد نے اس ادارہ کو جنوبی ہند کا عظیم دینی و علمی ادارہ بنا دیا ہے۔ اب اس ادارہ کی طرف سے مولانا شہاب الدین صاحب ندوی کی ادارت میں ایک ماہنامہ "تعمیر فکر" شایع ہونا شروع ہوا ہے، اس کے دو شمارے ہمارے پاس آچکے ہیں جو اپنے محتویات و مضامین اور کتابت و طباعت کے اعتبار سے نہایت معیاری اور دلچسپ ہیں، تمام مضامین معلوماتی اور دینی ہیں۔ امید ہے کہ یہ رسالہ بھی جلد علمی اور دینی حلقوں میں قبولیت تام حاصل کرے گا،

صفحات ۳۲ ہیں۔ سالانہ چندہ پانچ روپے ہے، اور ملنے کا پتہ یہ ہے۔

"ماہنامہ تعمیر فکر" ۱۶۴ پولیس روڈ، بنگلور، ۲